يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ
(اللہ جسے چاہتا ہے حکمت دیتا ہے)

پچھلی آیتوں میں کسی کو دینے کی بات تھی۔ جب کوئی کسی کو دیتا ہے وہ دراصل اپنے آپکو دے رہا ہوتا ہے کیونکہ آخر میں اُسے ہی وہ سب کچھ کئی گنا بڑھا کر ملنے والا ہوتا ہے۔

اَلْحِكْمَةَ (ح ك م) :- کسی کام کو اُسکے تمام اوصاف کے ساتھ مکمل کرنا۔
لغوی معنی:- چیزوں کو انکی جگہ پر رکھنا۔ (اُمور کو اُنکے مقام پر رکھنا)
[جبکہ ظُلم کا معنی "چیزوں کو انکی جگہ سے ہٹا کر رکھنا"۔]
حکمت یہ ہے کہ کسی کام کو صحیح طریقے پر جیسا کرنا چاہیے ویسا ہی کرنا۔

قرآن میں یہ لفظ کئی معنی میں استعمال ہوا ہے مثلاً عقلمندی، سمجھ، علم، تَوَتُّر، تَدْبِیر، دین کی سمجھ اور حدیث (نبیؐ کی سنت)۔

اِس آیت میں کہا جا رہا ہے کہ اللہ جسے چاہے دین کی سمجھ یا کاموں کو درست طور پر کرنے کی صلاحیت دیتا ہے۔ حکمت اللہ کی خاص نعمت ہے۔ دوسری کئی نعمتیں (کان، ہاتھ، آنکھیں وغیرہ) اللہ نے سبھی کو دی۔ بہت ہی کم لوگ ہے جن کو یہ نعمت نہیں ملی۔ لیکن جو حکمت، بصیرت یا سمجھداری ہے وہ بہت کم لوگوں کو ملی ہے۔ مثلاً کس موقع پر کیا کہنا چاہیے، کس وقت کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں کرنا چاہیے۔
حالات، اوقات، ضروریات، انسانوں کی نفسیات اِن سب کو سامنے رکھکر کوئی کام یا بات کرنا یہ دراصل حکمت ہے۔ یہ سمجھ جسے اللہ چاہتا ہے اُسے ہی عطا کرتا ہے۔ اسلیے حکمت کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے۔
اِس آیت کے مطابق حکمت کا معنی یہ ہے کہ یہ توفیق سب کو نہیں ملتی کہ خیر اور بھلائی کے کاموں میں کہاں، کتنا اور کیسے خرچ کرے۔ سب کا دھیان اُس طرف نہیں جاتا۔ اسلیے انسان نیکی اور خیر و بھلائی کرنے کے کئی طریقے سوچے اور بہترین طریقے سے خرچ کرتے رہے۔ اگر انسان میں دین کی سمجھ ہوگی تو وہ صحیح طریقے سے دوسروں پر خرچ کرے گا ورنہ صرف وہ اپنے اوپر ہی خرچ کرتا رہیگا۔
بہت سے لوگ بے حیائی کے کاموں پر خرچ کرتے ہیں کیونکہ انھیں دین کی سمجھ نہیں ہوتی۔
اور کچھ لوگ دین پڑھتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں ہیں اور کچھ لوگوں کے پاس زیادہ علم نہیں ہوتا لیکن عمل کرنے کی خوب سمجھ ہوتی ہے۔ وہ چھوٹی سی بات سُن کر عمل فوراً بہت کچھ کر لیتے ہیں۔ کیونکہ انھیں آخرت کا فائدہ سمجھ آنے لگتا ہے۔

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا
(اور جس کو حکمت دی گئی تو اُسے بہت بھلائی عطا کی گئی)

حکمت کی نعمت یعنی صحیح سمجھ کی، عقل کی، شعور کی، خیر اور بھلائی کے بارے میں سوچنے کی اور نیکی کے مواقع سے فائدہ اٹھانے کی نعمت اُسے نصیب ہوتی ہے جسکے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔
بخاری: مَن يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ
(جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔)
جسے دین کی سمجھ ہوتی ہے وہ معاملات کو صرف ظاہری اور سطحی طور پر نہیں دیکھتا بلکہ گہرائی میں دیکھتا ہے۔ خَيْرًا كَثِيرًا میں تنوین خیر کی عظمت کو ظاہر کر رہی ہے یعنی بہت ہی بڑی نعمت۔
جسے حکمت مل گئی اُسے بہت زیادہ خیر (بھلائی) ملی۔ حکمت کے ساتھ کئے گئے کاموں میں ہمیشہ فائدہ ہی ہوتا ہے۔ جو حکمت سے ہر کام اور فیصلے کرتے ہیں وہ رشک کرنے کے لائق ہیں:
بخاری: "حسد (رشک) کرنا صرف دو ہی آدمیوں کے ساتھ جائز ہو سکتا ہے۔ ایک تو اُس شخص کے ساتھ جسے اللہ نے مال دیا اور اُسے حق اور مناسب جگہوں میں خرچ کرنے کی توفیق دی۔ دوسرے اُس شخص کے ساتھ جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت (عقل، قرآن و حدیث کا علم اور معاملے کی سمجھ) دی اور وہ اپنی حکمت کے مطابق (صحیح) فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اسکی تعلیم دیتا ہے"۔
یعنی خود بھی حکمت سے فیصلے کرتا ہے اور دوسروں کو بھی دین کی سمجھ کے مطابق ہی حکمت سکھاتا ہے، ایسا شخص قابلِ رشک ہے۔

وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ
(اور [ان باتوں سے] عقل مند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں)

يَذَّكَّرُ (ذ ك ر) :- یہ اصل میں يَتَذَكَّرُ تھا۔ "ت" کو "ذ" میں مدغم کیا گیا۔
مَا يَذَّكَّرُ :- وہ نصیحت حاصل نہیں کرتا۔

اَلْبَاب (ل ب ب) :- لُبّ کی جمع ہے۔ جسکے معنی ایسی عقل جو ہر آمیزش (جیسے ظن و وہم اور جذبات) سے پاک ہو۔
بعض نے لُبّ کے معنی پاکیزہ اور ستھری عقل کئے ہیں۔
ہر لُبّ کو عقل کہہ سکتے ہیں لیکن ہر عقل لُبّ نہیں ہو سکتی۔

جس میں حکمت ہوگی وہ اپنا مال یا اپنی نیکیاں ضائع نہیں کریگا۔ وہ اپنا مال سب سے بہترین جگہ خرچ کریگا تاکہ زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو۔ وہ اپنا پاکیزہ مال خرچ کریگا تاکہ اُسے آگے بہترین سے بہترین چیز ہی اُسکے نتیجے میں ملے۔ وہ اپنا مال جمع کر کے نہیں رکھے گا بلکہ کسی نیکی کے کاموں میں لگائے گا تاکہ وہ مال کئی گنا بڑھا کر اُسے آخرت میں ملے۔ وہ اپنا مال بے حیائی اور گناہوں کے کاموں میں نہیں لگائے گا کیونکہ اُسے پتہ ہے کہ ایسی جگہ لگانے سے اُسی کا بڑا نقصان ہوگا۔
یہ باتیں سب کو سمجھ نہیں آتی کہ جسے حکمت دے دی گئی اُسے بہت بھلائی (خیر) عطا کی گئی۔ یہ بات صرف عقل والے سمجھتے ہیں۔ ہر ایک اِس نفع کے سودے کو کرنا نہیں جانتا۔ یہ سودا صرف وہ کر سکتا ہے جس کے اندر عقل ہو، جو سمجھنا چاہتا ہو۔ اور اگر یہ بات سمجھ آتی ہے تو انسان صرف دین کی تعلیم نہیں دیتا، صرف حکمت بانٹتا ہی نہیں بلکہ اُسکی اپنی ذاتی زندگی میں بھی جو فیصلے کرتا ہے وہ دین کی سمجھ کے مطابق ہوتے ہیں۔ وہ مال بھی ایسی جگہ خرچ کرتا ہے جہاں اسکی ہمیشہ کی زندگی (آخرت) میں کام آئے۔ اُسے پورا یقین ہوتا ہے کہ اُس کا اِس سودے میں کبھی نقصان ہوگا ہی نہیں۔